(۳)

تیرا جمالِ سوز ہے تاروں میں روشنی نہیں
تیرا جنوں کا ہے سکوت پھولوں میں غاشی نہیں
تیری وفا ہے ضوفروش تابشیں مہر کی نہیں
تیرا مذاقِ درد ہے برق میں تھرتھری نہیں
بیخودِ جلوۂ ازل کیوں نہ ہو تیری ہر نظر
مثلِ کلیم غش میں ہے شمع کے طورِ حسن پر

(۴)

حاصلِ سوز ہے اگر تیرا کمالِ زندگی
میرا جگر بھی آشنا ذوقِ تپش سے ہے ابھی
دادطلب ہے شمع سے تیرا شعورِ بیخودی
میری خودی کو ہے مگر رازِ بقا سے آگہی
آ دلِ کائنات کو ذوقِ الم نواز دیں
بزم کو مثلِ شمعِ بزم حاصلِ سوز و ساز دیں

غزل

(جناب انور صابری)

فغاں بدوش والم درکنار گذری ہے
جہاں جہاں شبِ بے قرار گذری ہے

قفس نصیب اسیروں کے سامنے سے ابھی
مچل مچل کے نسیمِ بہار گذری ہے

تری نظر نے جسے بخشدی ہے دولتِ غم
وہ زندگی بخوشی سازگار گذری ہے

یہی فسانۂ طور و کلیم کا عنواں
جو اک نظر ترے جلوؤں پہ بار گذری ہے

تمام رات ستاروں کو نیند آنہ سکی
سحر کے ساتھ شبِ انتظار گذری ہے

وہ ایک ساعتِ رنگیں جو تیرے ساتھ کٹی
نگاہ و دل کے لئے یادگار گذری ہے

کوئی تعلقِ خاطر تو ہے کہ تیری نظر
بچا کے مجھ سے نظر بار بار گذری ہے

مصیبتوں پہ بھی کرتے ہوئے گمانِ کرم
حیاتِ عشق بہر اعتبار گذری ہے

وہی غزل جو تھی گلدستۂ ادب انور
نگاہِ ناقدِ بد بیں پہ خار گذری ہے